یاد نہ آئے کوئی

عامر بن علی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاد نہ آئے کوئی

یاد نہ آئے کوئی

عامر بن علی

نستعلیق مطبوعات

F-3 الفیروز سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

0300-4489310 / 042-7351963

Email: *nastalique786@gmail.com*

نئی ترتیب و اضافے کے ساتھ

مصنف: عامر بن علی

اشاعت اول جولائی ۱۹۹۸
اشاعت دوم مئی ۲۰۱۵

انتساب

امّی ،ابوّ اور بھائیجان کے نام!

ترتیب

نظمیں

غزلیں

سرِ آغاز

اردو شاعری کی ایک روایت یہ بھی رہی ہے کہ نو واردان اپنے شوق کا آغاز غزل سے کرتے ہیں۔ غزل برصغیر کے مزاج میں رچی بسی ہوئی ہے۔ اس لئے بھی کہ غزل کی بنیاد ہماری موسیقی پر ہے، مگر گا ہے گا ہے اور یہ گا ہے گا ہے بے حد کم ہے کہ کسی مبتدی نے غزل سے قطع نظر کر کے شعر کہا ہو اور نظم کو ہی روایتی پابندیوں سے کسی حد تک آزاد رکھا ہو۔

عامر بن علی ایک ہی نام ہے۔۔۔۔۔۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ نظم سے اپنی شعری زندگی کا آغاز کیا بلکہ اتنا کہا کہ مجموعہ بن گیا۔ اس کم عمری میں مجموعہ بنا لینا بھی آسان کام نہیں تھا۔ مگر ''یاد نہ آئے کوئی'' ان کے شوق کی فراوانی کی گواہی ہے۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر کوئی طالب علمی کے زمانے ہی میں مجموعہ تیار کر سکتا ہے تو میری عمر تک پہنچتے پہنچتے کتنے مجموعے تیار کر لے گا۔

یہ مجموعہ نئی نظموں کا نمونہ ہے۔ اس کی نظم جدید نظم کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے جو کہ ن۔م۔ راشد اور میرا جی سے علیحدہ رجحان کا پتہ دے رہی ہے۔ بعض اوقات چونکا بھی دے رہی ہے۔

شہرت بخاری

۱۸ جولائی ۱۹۹۸

اشک آتے ہیں جب بھی آتے ہیں
نیند آنکھوں میں اب نہیں آتی




نظمیں

محبت

محبت ایسا سچ ہے
جو ہمیشہ سے ہے دنیا میں
مگر پھر بھی پرانا ہو نہیں سکتا
کہ ہر اک چاہنے والے کی چاہت اک نیا سچ ہے
محبت ایسا رستہ ہے
جو قائم ہے ازل سے
پر اس کے سب مسافر
ہر قدم پر
ابھی تک تازگی محسوس کرتے ہیں

محبت ایسا سورج ہے
کہ جس کی ہر کرن دھرتی پہ پہلی بار اتری ہے
محبت جادوئی سا جذبہ
کہ جب من میں اترتا ہے
تو دھڑکن وہ نہیں رہتی
یہ دل ایسے بدلتا ہے
عجب ہی معجزہ دیکھا
زمانے میں محبت کا



کیا مثال دوں تمہاری؟

سپنے

خوشبو

یادیں

رنگ اور روشنیاں

سندر ہیں!!

پر تیرے جیسا روپ کہاں

دستورِ زمانہ

ہنسنے والے اچھے ہیں
ہنسنے والوں کے ہمراہ
دنیا والے ہنستے ہیں
رونے والے تنہا ہیں
تنہا تنہا روتے ہیں
ناحق پیار کی دھرتی میں
اپنے آنسو بوتے ہیں

جو چاہو وہ کر لو تم

دنیا والے دوست تمہارے

تم کو اپنی جان سے پیارے

لیکن ایسا ہونا ہے

کل تم کو بھی رونا ہے

اور پھر تنہا ہونا ہے

بنکاک، تھائی لینڈ

جون ۱۹۹۸ء

انتظار

برکھا رُت بھی

بیت گئی ہے

جانے ساجن کب آئے گا؟

میرے بھیجے ہوئے سپنوں کو

مجھ تک واپس کب لائے گا۔۔۔؟

پارس

تیرا عشق وہ پارس پتھر
جس نے
مجھ سے بے وقعت کو
سونے میں تبدیل کیا تھا
لیکن یہ تو آدھا سچ ہے!
سارا سچ جو سننا چاہو
تم بھی پارس جیسی ہی ہو
پارس بھی تو پتھر ہی ہے
اوروں کو سونا کرتا ہے
خود لیکن پتھر رہتا ہے

اکثر ایسا ہو جاتا ہے

ممکن ہے اس جگ کی رسمیں
ہم سے زیادہ طاقتور تھیں
پیار سے بڑھ کر زور آور تھیں
تو نے تب محسوس کیا تھا
میں تھوڑا سا بے پروا تھا
لیکن اب تو بدل گیا ہوں
پھر بھی بارش کے موسم میں
یا تنہائی کے عالم میں
سوچتا ہوں گر تو مل جاتا
جیون کیسا سندر ہوتا

انوکھی جیت

مجھ کو جیت ہے پیاری
لیکن ایسی جیت نہیں
جس میں کسی کی ہار بھی ہو
میں کیوں جیتوں
تم کیوں ہارو۔۔۔!

شاعر لوگ

بڑے خوش بخت ہیں
یہ لوگ
وگرنہ جگ میں
ایسی یکسوئی
بھلا اب کسے ہوتی ہے نصیب

قطعہ

پہلے بے حس تھے، بڑے تھے مگر اب ذکر ہی کیا
رہنما اب بھی چُنا ہم نے وہ کب اچھا ہے
آگ پھیلی ہے میرے شہر کے چاروں جانب
حاکمِ وقت کا کہنا ہے کہ سب اچھا ہے



تم کہ نازاں تھے پری رُخ سے شناسائی پہ
اب بھی ڈرتے ہو بھرے شہر میں رسوائی سے

ملال کیسا؟

محبتوں کے درمیاں
میں زندگی گزار کے
چلا بھی گر گیا تو کیا
یہ زندگی زیاں نہیں
ذرا بھی یہ گماں نہیں
کہ زندگی گزار دی
بلا وجہ، بلا سبب

بھلا جہاں کہا کرے
یہ زیست اک فریب تھی
مگر یہ بات دل میں ہے
جو پیار میں گزر گئی
تو جان یوں زیاں نہیں !!!

روشنی کا نغمہ

کبھی جلاؤ شمع

رات کے اندھیرے میں

جب میسر کبھی ہو تنہائی

تب ذرا غور سے دیکھو جیوتی

اِک ذرا دھیان کرو

کان دھرو گے تو سنائی دے گا

روشنی ساز بھی

آواز بھی
نغمہ بھی ہے
میل کھاتا ہوا جس سے
کوئی گیت کبھی
کہیں کسی سے نہ سنا ہوگا
کبھی چراغ جلاؤ
سنو تو یہ نغمہ۔۔۔!

تیری یاد آتی ہے

زندگی کی راہوں پر
جب کوئی نیا صدمہ
زخم سا لگاتا ہے
بے سبب ترا چہرہ
مجھ کو یاد آتا ہے

سارے فَسانے تیرے

کوئی واقعہ ہے وصال کا
کوئی قصہ تیرے جمال کا
یہ مرا سُخن ، یہ مرا بیاں
تری بے رخی کی ہے داستاں

یاد نہ آئے کوئی۔۔۔!

سب ہی بھول جاتے ہیں

کون یاد رکھتا ہے۔۔۔؟

دنیا والے کہتے ہیں

کاروبارِ دنیا میں

کون یاد رہتا ہے۔۔۔؟

مدتوں سے ہاتھوں پر

ایک سی دعائیں ہیں

کاروبارِ دنیا میں
کاش کوئی اک لمحہ
ایسا بھی کبھی آئے
میں بھی بھول جاؤں اسے
وہ مجھے نہ یاد آئے !!

سمندر کی لہریں

جب آتی ہیں
خوشیاں لے کر آتی ہیں
ساگر کی لہروں میں ایسا جادو ہے
ساحل سے ٹکرا کر جب واپس جائیں
جاتے جاتے سنگ اپنے کچھ رنج وغم
تھوڑا درد بھی ساتھ بہا لے جاتی ہیں
پھر آئیں تو نِت نئی خوشیاں لاتی ہیں

بہار کے آخری دن

شبیں مختصر تر ہوئی جا رہی ہیں
سویرا مگر اب بھی اجلا نہیں ہے
سحر کے افق پر ہیں پرچھائیاں کیوں؟
تمہارے بنا کچھ بھی سندر نہیں ہے!
وگرنہ تو یہ موسمِ گل کی گھڑیاں
سنا ہے ہر اک رُت سے زیادہ حسیں ہیں
جدائی کے موسم میں یوں لگ رہا ہے
سحر شب گزیدہ ہوئے جا رہی ہے

دانشور

اے عمر یہ تو نے ظلم کیا
اُس عشق بھرے دل والے پر
اک شام جسے محسوس ہوا
جب مشق و مشقت کے باعث
الفاظ پکڑ میں آئے تو
جذبات بچھڑتے جاتے ہیں
اظہار بھلا اب کیا ہوگا۔۔۔؟
ماضی سے متعلق جذبوں کا

مشکل شخص

میں
تجھ کو کیسے
شریکِ غم کر لوں ۔۔۔؟
میری سوچیں تو
تیری زلفوں سے بڑھ کر
پیچیدہ ہیں

توبہ شکنی

آ گئے شہرِ جاناں میں پھر ایک بار

خود سے وعدے کئے تھے جو

سب توڑ کے

کتنے مجبور ہوں گے ذرا سوچ تو

دل کے ہاتھوں

جو آئے ہیں سب چھوڑ کے

قطعہ

رنگ اب کے نیا سا ہے دل میں
عشق مہماں ہوا سا ہے دل میں
لہریں پہلے بھی کتنی اٹھی تھیں
آج طوفاں اٹھا سا ہے دل میں

محبت معجزہ ہے

جھیل سی آنکھوں والی لڑکی
ریشم جیسے گیسو
اپنے صندل سے ہاتھوں سے چھو کر
سرخ لبوں سے جب کہتی تھی
چمتکار ہے جگ میں چاہت

مجھ کو اس دم

اس کا ہر اک حرف حقیقت

ہر اک بات ہی سچ لگتی تھی

سب کہتے ہیں وہ جھوٹی تھی

کیسے مانوں؟

دل کہتا ہے

جگ جھوٹا ہے وہ سچی تھی

کینسر

موت کا خوف اس کی آنکھوں میں

اب ملا وہ تو میں نے دیکھا تھا

زرد چہرہ. بجھا بجھا ویراں

اور لہجہ تھکا سا لگتا تھا

جیتے جی دوستوں سے کٹتے ہوئے

زندگی یوں بھی ہار مانتی ہے

مجھ کو معلوم تو نہ تھا پہلے

جب ملا وہ تو میں نے دیکھا تھا

پورا سچ

سارا سچ ۔۔۔؟
اے جان مری!
کب سن پاؤ گی

گمشدہ خوشبو

قریہء یار سے اس بار گزرنا اپنا
کتنا مشکل تھا
کروں کیسے بیاں
وہی مانوس ڈگر تھی
مگر اس بار وہاں
کوئی اپنا ہی نہیں تھا موجود
اور نہ منزل کا نشاں باقی تھا

بدلے منظر سے چھلکتی تھی عجب خاموشی
پھر بھی منظر کے بدلنے کا گلہ کوئی نہیں
دُکھ تو یہ ہے
ہمیں محسوس ہوا ہے یہ بھی
کھو چکی ہے وہ کہیں
اُس کے کوچے سے جو
یادوں کی مہک آتی تھی

ماٹی کا باوا

میں ماٹی کا باوا ہوں
ٹھیس لگی اور ٹوٹ گیا

میں نہ بھول پاؤں گا۔۔۔!

ہجر کی حکایت کو
وصل کی روایت کو
تم تو بھول جاؤ گے
سوچتا ہوں میں تنہا
درمیاں دوراہے کے
اب کدھر سے جاؤں گا
اپنی ذات کی جانب
تم تو بھول جاؤ گے
میں نہ بھول پاؤں گا

نصیب

سب نصیب کی باتیں
جھوٹ ہی تو ہوتی ہیں
تو نے جو کہا ہم سے
مان بھی لیا ہم نے
ہاتھ کی لکیریں سب
جھوٹ ہی تو کہتی ہیں

جب بھی یہ کہا تو نے

ہم نے سچ کہا اس کو

لیکن اتنا بتلا دے

گر نہ یہ مقدر تھا

کچھ سبب تو ہوگا پھر؟

تیری بے وفائی کا

اپنی نارسائی کا۔۔۔۔!

صِلہ

صلے میں عشق ملے جو
وہ عاشقی کیسی؟
تیرا محسن نہیں
میں عاشق ہوں
پیار احسان تو نہیں ہوتا

جو بات ادھوری رہ گئی

تمہاری آنکھوں میں جو چمک تھی
اسی چمک میں
جو اک شرارت چھلک رہی تھی
میں دیکھ سکتا تھا وہ شرارت
یہ بات کہنا تھی تم سے لیکن
جدائی بے وقت آ گئی تھی
ملن کے موسم کے درمیاں ہی

تمہاری آنکھوں کا ذکر کرتے

میں کہہ نہ پایا تھا ساری باتیں

تمہاری آنکھوں کی روشنی میں شرارتوں کی

کبھی کبھی جب

میں سوچتا ہوں تمہاری بابت

خیال آتا ہے جی میں اب بھی

یہ بات کہنا ابھی تھی باقی۔۔۔۔!



اسی خیال میں گزری ہے آج کی شب بھی
یہ چاند آج بھی اترے گا تیری صورت میں

خاموشی کی دھن

اِک راگ ہے

خاموشی میں

ذرا غور سے سنو جو

تب تم کو دے سنائی

کچھ دھیان تو دھرو

یہ عجب سی ہے موسیقی

کچھ غور تو کرو۔۔۔!

قصور

قصور تیرا تھا

یا کہ میرا

یہ طے بھی کر لیں

تو کیا ملے گا؟

گیا زمانہ پلٹ سکے گا؟

اگر نہیں تو یہ دوش دھرنے کا فائدہ کیا؟

سمے سے لڑنا تو بے ثمر ہے

گیا سمے کب بدل سکے گا

خزاں کی ہجرت

ہر برس
جب خزاں کی دستک ہو
سب ہی پتے شجر سے ٹوٹتے ہیں
اور ایسے بہت سے پنچھی ہیں
جن سے گھر اس خزاں میں چھوٹتے ہیں
اجنبی دیس کو نکلتے ہیں
ہجرتوں کا عذاب جھیلتے ہیں

آسماں کا ہے کچھ مزاج الگ

اس پہ تارے نئے چمکتے ہیں

اور پرانے بہت سے ٹوٹتے ہیں

اپنی ہجرت کا جب سبب ڈھونڈیں

ہم خزاں رُت کو دوشی دیکھتے ہیں

بہار آئی کہ اجل

تیز ہوا میں تنہا پنچھی

اڑتے اڑتے تھک سا گیا

اور پھر سوکھے ہوئے پتوں پر

دھم سے آن گرا

پھر بڑھتا ہی چلا گیا

تیز ہوا کا شور

اور بارش کا زور

اِک وہم

جس نے تجھ کو چاہا تھا

بے تحاشا پوجا تھا

میں بھی وہ نہیں شاید

پھر بھی ایک گماں سا ہے

پیار کے تصور کا

تو کہ بے وفا ٹھہرا

مجھ کو بھی نہیں دعویٰ

عاشقی میں جینے کا

پھر بھی ہو تو سکتا ہے

جذبہ وہ محبت کا

زندہ ہو کہیں شاید

چندن

نام کچھ اور تھا

لیکن اسے صندل کہیئے

جس کی موجودگی گلشن کو معطر کر دے

پاس آئے تو مہک جائے ہوا چاروں طرف

دور ہو تب بھی پراسرار فضا بن جائے

مرمریں ہونٹ، سیاہ زلف وہ خوابیدہ چشم
نقش سارے ہی حسیں تھے اس کے
مہہ جبیں تھی وہ مگر
نقش ممکن ہے حسیں کچھ ایسے
ہاں! کسی اور حسینہ کے بھی ہوں
صندلی جسم مگر ایک اسی ایک کا تھا
نام کچھ اور تھا لیکن اسے صندل کہیے

کیا رکھا ہے ناموں میں

اب تک ہوں انجان
میں کتنے پھولوں
پیڑوں اور چہروں کے ناموں سے
اکثر ہی احساس مجھے یہ ہوتا ہے
میری بے خبری سے لیکن
ان کے حُسن اور خوشبو
رنگ وروپ میں کوئی
تھوڑی سی بھی
کمی نہیں ہوتی ہے
تو پھر نام تو جو بھی ہووے
نام میں کیا رکھا ہے

نیا مہمان

ہے عجب حال
کیسے بتلائیں
کس کی آمد ہے
کعبہء دل میں
سارے لات و منات
لرزاں ہیں

سمرپَن

کٹھن ہے جینا بچھڑ کے
مگر ملن کے لئے
ہم اپنی اپنی انا کے اسیر رہتے ہوئے
کریں گے کب کوئی کوشش
جو رنگ لے آئے
ملاپ ہو پائے
بہت کڑا ہے انا کی فصیل کا گرنا
نہ مل سکیں گے کبھی بھی
ہم اس کے ہوتے ہوئے

قطعہ

پھر وہی بات وہی رنگ پرانا نکلے
عاشقی ہے نئی آہنگ پرانا نکلے
زندگی اب کے بدلنے کی تمنا ہے مگر
کیسے سینے سے تیرا سنگ پرانا نکلے

تنہا

بیچ راہ کے

چھوڑ کے جانے والے

سُن لے۔۔۔!

بربادی کی منزل پر میں

تنہا پہنچا ہوں

خوش گمانی

دلِ ناکام بھی کیا خوش گماں ہے
ابھی تک اس یقیں میں مبتلا ہے
کہ اس کو بھی کبھی احساس ہوگا
بہت کچھ کھو دیا ہے اس نے آخر
سرِ رہ مجھ کو کھو کر زندگی میں
ملیں گے ہم وفا کے راستوں پر
بہت سے لوگ ایسے اور بھی ہیں
کہ جن کا دعویٰ ہے عہدِ وفا کا
کھلے گا ایک دن یہ دیکھ لینا

مرے محبوب پر یہ رازِ الفت

بہت سے چاہنے والے تھے اس کے

مگر میں ہی اکیلا تھا جہاں میں

اسے جو پوجتا تھا بے تحاشا

عجب یہ وسوسہ ہے میرے دل کا

بھلا اس کو یہ کیوں احساس ہوگا۔۔۔؟

دلِ ناکام بھی کیا خوش گماں ہے

دل ناشاد کا یہ وسوسہ ہے۔۔۔!

امید

کہاں کامیابی ملی نفرتوں کو

جہاں میں

ابھی تک تو نفرت ہی ناکام ہے

کڑی مشکلوں میں گھری تو ہے چاہت

مگر پھر بھی اب تک

محبت ہی ہے معتبر

جس کا دنیا میں سب سے بڑا نام ہے

نیا سال

طلوع جو سالِ نو ہوا ہے

بڑا عجب ہے

یہ پچھلے برسوں کی

سوئی خواہش

جگا رہا ہے

جہانِ نو

آؤ یارو مل کر سوچیں

کچھ مستقبل کے بارے میں

میری سُنو !

کچھ اپنی کہو تم

اِک نئی دنیا کے بارے میں

موسموں سا حبیب

خزاں کا چاند تھا
وہ پھول اک بہار کا تھا
وہ دل کے صحرا میں بارش کی طرح آیا تھا
کہ تپتی زیست میں گرمی وہ لمس کی لایا
پگھل گیا تھا بدن
اور بدن کے ساتھ جگر
سماں عجب تھا بہت اسکی رخصتی کا مگر
بہت ہی سرد تھا اس کے مزاج کا موسم
جو چھوڑ کر گیا بستی کسی اندھیرے میں
وہ آفتاب تھا پربت کی اوٹ میں چھپتا

اچھے دنوں کی یاد

تیری قربت میں جو گزرے

وہ دن کتنے اچھے تھے

سچ پوچھو تو

اس جیون میں

بس وہ دن ہی اچھے تھے

بے اختیاری

کس طرح کا یہ مجھ پہ جادو کیا
اس کی آنکھوں نے
پہلے جلوے میں
ان کو دیکھوں تو دل کو چین ملے
دوریاں دل کو بے قرار کریں
اپنا دل پر نہ اختیار رہا

مملکتِ عشق

دوزخ ہے جگہ وہ
کہ جہاں پیار نہیں ہے
اور سچ ہے
سبھی مملکتِ عشق کے باسی
دنیا میں تو رہتے ہیں
پہ جنت کے مکیں ہیں

لگن مہورت

دوش تمہارا تھا؟

میرا۔۔۔؟

یا اور کسی کا۔۔۔؟

اپنے ملن کا مہورت

لیکن بیت گیا

دوش دھرو

جو چاہے کہو

اب حاصل کیا؟

جب خواب بکھرنے لگتے ہیں

اس بار پیا جب آئے تو
کچھ بدلی بدلی تھی رنگت
اور آنکھوں میں ویرانی تھی
وہ شوخ شریر جو چنچل تھی
کیا جانے کیوں بیگانی تھی
اس بار وہ ہونٹ جو دیکھے تو
احساس ہوا دکھیا من کو
جب خواب بکھرنے لگتے ہیں
چہرے بھی بدلنے لگتے ہیں

مناظر وقت میں معدوم نہ ہوں گے

یہ چاند پورا ہو
پربتوں پہ
نہا کے نکلے یا ساگروں سے
گھاٹ پر جس کو ناریاں
جھمر جھمر بھر لیں گاگروں میں
اداسیاں بھی بھلی لگیں ہیں
فلک پہ چندا جو پورا نکلے

بہت دیر ہو گئی

وہ شخص اور تھا

جس نے

تجھے چاہا تھا کبھی

اب اس کا جسم لیے

اور کوئی گھومتا ہے

تو آج لوٹ کے آئی ہے

پشیماں ہے۔۔۔!

طلبگارِ وفا ہے لیکن

سمے کے بن میں کہیں کھو بھی چکا مدت سے
وہ آدمی کہ جو نازاں تھا تیری چاہت پہ
اب اسکا جسم لئے شخص ایک قیدی ہے
ڈر کی زنجیر میں جکڑا ہوا
بے بس قیدی
اور تم جانتی ہو خوف کے آسیب میں قید
لوگ جی سکتے ہیں
محبت تو نہیں کر سکتے
وہ کوئی اور تھا جس نے تجھے چاہا ہوگا

وہ اکتوبر نہیں بھولا

میں اکثر بھول جاتا ہوں

نئے رستوں

نئے چہروں

نئے ناموں کو بھی

اور نمبروں کو بھول جاتا ہوں

مگر ہے معجزہ کیسا

محبت کی کہانی کا ستمگر آخری موسم

صنم جب روٹھ کر بچھڑا

بہت اس کو بھلاتا ہوں

وہ اکتوبر نہیں بھولا

ترکِ وطن

تیرے پیار میں دھرتی
کس طرح گزارے ہیں
زندگی کے روز و شب
اور جب سمے آیا
زندگی کی راہوں پر
تیرے ساتھ چلنے کا

دکھ ہوا بہت ہم کو
راستے بدلنے کا
تم سے جاں بچھڑ کر پھر
دل پہ کیا عذاب آئے
زندگی کے وہ لمحے
ہم بھلا نہیں پائے

مکّہ مکرّمہ
نومبر ۱۹۹۷

تیرا غم

تو نے جب سے
مجھ کو تنہا چھوڑ دیا ہے
غم کے بادل
اس جیون پر چھا سے گئے ہیں
خوشی کا سورج
دور کہیں پر ڈوب گیا ہے
سارے سپنے
کانچ کی مانند ٹوٹ گئے ہیں
رنگ اور خوشبو
یوں لگتا ہے روٹھ گئے ہیں

کریں یقین وہ کیسے جہاں میں راحت کا
تمام عمر کٹی جن کی زخم سیتے ہوئے

بے کسی کی نہ انتہا مانگو

بے بسی اس قدر بھی ہوتی ہے

بند مٹھی سے جیسے پھسلے ریت

وقت یوں ہاتھ سے نکلتا ہے

زندگی جن کے نام ہو وہ لوگ

جن کی چاہت ہی کل اثاثہ ہو

چھوڑ جاتے ہیں۔۔۔۔!

پھر نہیں آتے۔۔۔۔۔!!

اور ہم کچھ بھی کر نہیں پاتے
بے کسی اس قدر بھی ہوتی ہے
زندہ رہنے کو من نہیں کرتا
پھر بھی ہم بے وفا سی دنیا میں
زندہ رہتے ہیں۔۔۔!
مر نہیں جاتے۔۔۔!!

خواب سخی ہے

جس سے ملنے نہ دیا

اور جو نہیں مل پایا

دنیا میں

خواب میں پایا ہے سب کچھ

کہ جو ممکن ہی نہ تھا

تنگ دل ہے یہ جہاں

خواب کتنے ہیں سخی

پوری کرتے ہیں مرادیں دل کی

کبھی انکار نہیں کرتے

کسی کو بھی یہ

کیا ہی اچھا تھا اگر

میری دنیا کا چلن

کاش اک خواب کے جیسا ہوتا۔۔۔!

Dilemma

بھیگی بھیگی تری پلکوں کی قسم کھاتا ہوں
پھر نہ آؤں گا کبھی لوٹ کے اب جاتا ہوں
ریزے ریزے میں عیاں ہے تری صورت جاناں
بستی چھوڑی ہے تو صحرا میں تجھے پاتا ہوں

آج کیوں دل اُداس ہے اتنا

چاند چُپکے سے جو اُبھرا
سُرمئی پربت کی چوٹی سے
بہت خاموش ہے منظر
مگر چاندنی کی ضد ہے
مجھ سے پوچھنے کی
آج کیوں ہے دل اداس اتنا؟

کہ پورا چاند
اس کی خامشی
تو پیار کے اقرار کی رُت ہے
اسے کیسے بتاؤں
ٹوٹے دل پر
یہ حسیں رُت کتنی بھاری ہے

دلبر

مجھے زندگی سے
گلہ نہیں
نہ یہ رنج
کوئی ملا نہیں
ترے بعد میری حیات میں
جسے پوجتی ہوں یہ دھڑکنیں

مگر اب بھی چاندنی رات میں

کبھی تنہا سوچتے سوچتے

یہ خیال آتا ہے بے سبب

میں یہ مانتا تو نہیں مگر

تری ہے کمی۔۔۔!

تو ملا نہیں۔۔۔۔!

اب دیر ہو گئی۔۔۔!

وہ کوئی اور تھا
جس نے
کبھی چاہا تھا تجھے
اب اس کا جسم لئے
اور کوئی پھرتا ہے
مگر تو لوٹ کے آئی ہے
پشیمان بھی ہو سکتی ہے؟
اسی سبب سے طلب گارِ وفا ہے مجھ سے

کیسے میں تجھ کو بتاؤں کہ بہت مدت سے
وقت کے بن میں کہیں کھو بھی چکا ہے وہ تو
وہ آدمی کہ جو نازاں تھا تیری چاہت پہ
اس کے پیکر میں جو تو دیکھ رہی ہے وہ شخص
ڈر کی زنجیر میں جکڑا ہوا اک قیدی ہے
اور تو جانتی ہے خوف کے آسیب میں قید
لوگ جی سکتے ہیں
چاہت تو نہیں کر سکتے
وہ کوئی اور ہی ہوگا
جو بہت چاہنے والا تھا تجھے

قطعہ

پیار جتانا کب زیبا ہے
دل کو دل سے راہ ہوتی ہے
رسموں سے ٹکرا جاتی ہے
چاہت بے پرواہ ہوتی ہے

آخری ملاقات

تیری باتیں

جاناں

ایسی پرائی تو نہ تھیں

تیرا لہجہ

جانم

ایسا کھُردرا تو نہ تھا

انتسابِ زیست

تنہائی اور غمناکی سے

بھری پڑی ہے شام

پیار کا ہے انجام

یہ غم اور تنہائی انعام

جانِ محبت کرنے کا بھی

تجھی سے پایا تھا تحفہ

سب تیرے در پر قربان

جیون

تنہائی اور شام

تیرے نام ۔۔۔۔!

مانوس سی آواز

ایسے اک شہر میں محبوس ہوں میں مدّت سے
جس کی تاثیر کچھ ایسی ہے قدم رکھتے ہی
دل کو پتھر کیے دیتی ہیں ہوائیں اس کی
مال و زر ہی کی زباں بولتے ہیں اس کے مکیں
اور سکوں کی چھنک گیت سمجھتے ہیں یہاں
عشق ماضی کی کوئی چیز
وفا بے معنی

ایسے ماحول میں یہ کیسی صدا آئی ہے؟
چھوگئی دل کو عجب اس میں مسیحائی ہے
ایک لمحے کو یہ محسوس ہوا ہے جیسے
دل دھڑکتا ہے ابھی
اور جذبات میں جاں باقی ہے

غزلیں

یہ دل ہی تھا جو سپنے دیکھتا ہے
بھلا اب ٹوٹنے پر کیا گلہ ہے

بچھڑ جانا اگرچہ طے شدہ تھا
ترے جانے کا پھر بھی دکھ بڑا ہے

زمانے کے سبھی غم دے کے مجھ کو
مجھے وہ پوچھتا ہے، کیا ہوا ہے؟

کہیں ساون کی رم جھم میں اُداسی
کبھی من حبس موسم پوجتا ہے

نہیں بدلے ہیں روزوشب ذرا بھی
وہی آوارگی کا سلسلہ ہے

ستم سہہ کر زباں سے کچھ نہ کہہ کر
جو زندہ ہیں انہی کا حوصلہ ہے

یہ چاہت ایسی وادی ہے جنوں کی
یہاں جو آگیا وہ کب گیا ہے

محبت ان دنوں ارزاں ہوئی ہے
مجھے یہ عشق تو مہنگا پڑا ہے

❂

ذرا اک بار مُسکا دو بڑی گہری اُداسی ہے
ہمارے دل کو بہلا دو بڑی گہری اُداسی ہے

پرانے گھاؤ سارے درد سے مانوس لگتے ہیں
نیا اک زخم گہرا دو بڑی گہری اُداسی ہے

اکیلے پن نے اپنی ساری خوشیاں چھین رکھّی ہیں
کبھی شانوں کو سہلا دو بڑی گہری اُداسی ہے

تمہارا عکس یادوں میں کہیں دھندلا نہ ہو جائے
کسی دن خواب مہکا دو بڑی گہری اُداسی ہے

خزاں چہرہ گھٹاؤں کو ترستا ہے کبھی اس پر
گھنی زلفوں کو بکھرا دو بڑی گہری اُداسی ہے

جو پچھلے سال خط کے ساتھ بھیجا تھا اُسی جیسا
کوئی تحفہ انوکھا دو بڑی گہری اُداسی ہے

خاموشی سے جانے جی گھبراتا کیوں ہے
خود کو ملنے سے یوں دل کتراتا کیوں ہے

جس کو بھولنے کی ہر روز دعا کرتا ہوں
روز اسی کا ذکر زباں پر آتا کیوں ہے

لوگ وفا سے بے بہرہ ہوں جس کوچے کے
مورکھ من ایسی بستی میں جاتا کیوں ہے

سپنے ہی ہیں اصل کمائی بنجارے کی
خواب بیاں کرنے سے پھر شرماتا کیوں ہے

تو ہی ایک کہانی ہے اپنے جیون کی
یار کہیں ہر بارا سے دہراتا کیوں ہے

رمتا جوگی مست پھرے کوئی کیا جانے
آوازوں کے شور میں جُگنی گاتا کیوں ہے

پربت ،جنگل ،صحرا، دریا راج اُسی کا
اس کے شہر کو چھوڑ کے پھر تو جاتا کیوں ہے

ساون کی پہلی بارش کا پانی برسے
ایسے موسم میں تو اشک بہاتا کیوں ہے

روٹھے رہتے ہو ایسے کیوں صاحب؟
لوگ پوچھیں تو کیا کہوں صاحب؟

خود ہی سرتن سے کاٹنا ٹھہرا
عاشقی تو ہے وہ جنوں صاحب

آپ کہتے ہیں خوش رہا کیجئے
اشک آتے ہیں گر ہنسوں صاحب

کوئی سنتا نہیں کتھا اپنی۔۔!
کس سے من کی کہا کروں صاحب؟

دل نہیں مانتا حساب کی بات
کیسے دنیا کی مان لوں صاحب؟

مت کرو عاشقی جو ڈرتے ہو
دل لگی بزدلوں کا کام نہیں

آس ٹوٹی نہیں ابھی ورنہ
آرزو دل جلوں کا کام نہیں

مجھ کو مشکل میں چھوڑنے والو
بے رخی دوستوں کا کام نہیں

عشق رندوں کو سرفراز کرے
بے خودی زاہدوں کا کام نہیں

ہجر ہے امتحان ہمت کا
وصل تو حوصلوں کا کام نہیں

سُن مرے میرِ کارواں یہ گلہ
رہزنی رہبروں کا کام نہیں

ہجر کا زہر پیے جاتے ہیں
یوں بسر وقت کیے جاتے ہیں

نئی چاہت کا حوصلہ ہے کہاں
زخم ماضی کے سیے جاتے ہیں

کوئی حسرت ہے دبی سینے میں
اب تلک بھی جو جیے جاتے ہیں

دلبری جرم بنا ہے توسُنو!
ہم یہ الزام لئے جاتے ہیں

گئے دن لوٹ کے آئے نہ کبھی
پھر بھی آواز دیئے جاتے ہیں

کیا عجب ہے خبر ان کو نہیں کچھ
ہم مرے جن کے لئے جاتے ہیں

قطعہ

پیار کی آرزو میں جیتے رہے
مدتوں زہرِ ہجر پیتے رہے
مشغلہ عاشقی نے خوب دیا
عمر بھر زخمِ دل ہی سیتے رہے

حُسن اور حکومت سے کون جیت سکتا ہے
یہ بتاؤ دونوں کی عمر کتنی ہوتی ہے

تیرے بن اس طرح سے جیتے ہیں
جیسے طوفاں میں دیپ جلتے ہیں

چھوڑ دنیا کی فکر آج کی رات
آج ہم دل کی بات کرتے ہیں

اس کے دم سے ہے میکدہ رنگیں
جس کے جلوؤں پہ رند مرتے ہیں

ہے رقم نام جس کا سینے پر
من کی کہتے اسی سے ڈرتے ہیں

جن سے رشتے ہوں چاہتوں والے
دور رہ کر بھی پاس رہتے ہیں

تو ہے سپنوں سے بھی حسیں ورنہ
خواب زیادہ حسین ہوتے ہیں

کوئی خواہش دبی ہے سینے میں
ورنہ اب کیا مزا ہے جینے میں

اب کے اپریل زخم چھوڑ گیا
پھول کھلتے تھے اس مہینے میں

چندگھڑیاں نشاطِ وصل کی تھیں
زیست کی زہرِ ہجر پینے میں

اک محبت ہی جرم تھا اپنا
عمر گزری ہے زخم سینے میں

عاشقی میں جو مِٹ گئے تو کھُلا
نشہ ہے خاص اس قرینے میں

◊

دشمن نہ سہی دوست مگر اچھے نہیں تھے
وہ لوگ جو مدّت سے مرے دل کے مکیں تھے

موسم کے بدلنے سے جو بدلے ہیں وہ ساتھی
کیا جانے کہاں کھو گئے کل تک تو یہیں تھے

شاہی سے نہ تکریم ملے خلقِ خدا کی
کم ظرف تھے اکثر جو یہاں تخت نشیں تھے

کب ہاتھ ملا لینے سے دل ملتے ہیں صاحب
ان سے بھی ملے زخم جو ایمان و یقیں تھے

کس دل سے چلیں آج اسی بزم میں عامؔر
دیکھا ہی نہیں یار نے ہم کل بھی وہیں تھے

◈

زندہ رہنے کے لئے جیتا رہا تیرے بعد
شہر میں اپنا مگر جی نہ لگا تیرے بعد

لوگ تو اور بھی جیون میں بہت آئے ہیں
دل کی دہلیز کوئی چھُو نہ سکا تیرے بعد

خوشی تو روٹھ گئی تھی ہنسی بھی بھول گئے
غم سے کچھ ایسا ہمیں پالا پڑا تیرے بعد

تجھ سے پہلے بھی رہا کرتے تھے شکوے جگ سے
من زمانے سے ہی بیزار ہوا تیرے بعد

اسی باعث کہ تھی وحشت ہمیں ویرانے سے
تیرے کوچے کا کبھی رُخ نہ کیا تیرے بعد

عامر بن علی کا ادبی سفر

محبت چھُو گئی دل کو (شعری مجموعہ)

گزشتہ دس برسوں میں نوجوان شعراء کی جو نسل ابھر کر سامنے آئی ہے۔اس میں سے ایک اہم نام عامر بن علی کا ہے۔اس کی شاعری نوجوان نسل کے ساتھ ساتھ ثقہ اور معتبر ادبی حوالوں سے بھی لائق توجہ اور پسندیدہ ہے۔ **امجد اسلام امجد**

ادب سے عامر بن علی کی کمٹمنٹ ہے اور یہی کمٹمنٹ اسے کچھ کر گزرنے کے عمل پر اکساتی رہتی ہے اور بے چین رکھتی ہے۔نفرت اور منافقت سے آلودہ موجودہ ادبی فضا میں ایسے شاعروں کا وجود غنیمت ہے جو نہ صرف شاعری میں محبت اور پیار کی بات کرتے ہیں بلکہ خود اسکی عملی تصویر بھی ہیں۔ **عطاء الحق قاسمی**

چلو اقرار کرتے ہیں (شعری مجموعہ)

عامر بن علی کی غزلوں میں بھی ان کی ذہانت اور حساسیت جگہ جگہ نمایاں ہے مگر ان کا حقیقی تخلیقی جوہر ان کی نظموں میں اظہار پاتا ہے۔وہ جدید نسل کے نمائندہ شاعر ہیں اور ان کے کلام میں امکانات کے آفاق خاصے وسیع ہیں۔ **احمد ندیم قاسمی**

عامر بن علی کومل، معصوم اور سچّے جذبوں کو سادگی اور سلاست کے ساتھ شعری پیکر عطا کرنے کے خوابیدہ عمل میں سرشار ہیں۔ان کی شاعری میں ایک خاص قسم کی لطافت اور نغمگی ہے جو قاری یا سامع کے دل ودماغ پر پھوار کی طرح برستی ہے۔پھر دھیمے دھیمے انداز میں سلگاتی چلی جاتی ہے۔ **اسلم کولسری**

سرگوشیاں (شعری مجموعہ)

عامر کی نظموں اور غزلوں کا دوسرا مجموعہ "سرگوشیاں" اپنے عنوان کی طرح سبک، مدھم اور نرم ونازک جذبات وخیالات سے مزین ہے۔ان نظموں سے ہمیں اپنے آپ کو تلاش کرنے والی نوجوان نسل کو تلاش کرنے اور اسے سمجھنے اور پیار کرنے کی دعوت ملتی ہے۔ **منّو بھائی**

عامر بن علی زندگی کے غبار آلود راستے پر ہمہ وقت سفر کرنے والا ایک نوجوان ہے۔انتھک، باعمل اور اچھے برے موسموں میں سر اٹھا کر چلنے والا نوجوان۔اس نے اس سفر میں آنے والے ہر چھوٹے بڑے مشاہدے اور تجربے کو اپنی شاعری میں سمونے کی کوشش کی ہے اور وہ کامیاب رہا ہے۔ **احمد عقیل روبی**

آج کا جاپان (سفرنامہ)

آپ کے سامنے مضامین کا ایک مجموعہ ہے جو سفرنامہ نہیں، تحقیقی مقالہ بھی نہیں بلکہ ''آج کا جاپان'' ایک تجربہ نامہ ہے۔ مصنف نے جاپانی معاشرے کو اس کے اندر رہتے ہوئے خوب دیکھا، اپنا تجربہ خوب آزمایا۔ پھر ایک طویل عرصہ تک اردو صحافت سے وابستہ رہنے سے تحریروں کو عمدہ لکھنے کا تجربہ بھی انہیں بہت خوب ہے۔ اس لیے یہ تجربہ نامہ دوسرے سفرناموں سے منفرد ہے۔

پروفیسر سو یامانے

اس کتاب کی پاکستانی معاشرے کو بہت ضرورت ہے۔ شاید اس کے مطالعے سے چند افراد کے دلوں میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ ہمیں بھی اپنے ملک اور قوم کو ترقی کے راستے پر گامزن کرنے کے لیے جاپان سے کچھ سیکھنا ہے۔ اس کتاب میں سفرنامہ اور قیام نامہ دونوں کی خوبیوں کو یکجا کیا گیا ہے اور رواں، سلیس، ہلکی پھلکی نثر میں بہت کام کی باتیں تحریر کی گئی ہیں۔ **خواجہ محمد زکریا**

گفتگو (انٹرویوز)

عامر بن علی اور ابرار ندیم کی انٹرویوز پر مشتمل کتاب میں آپ کو گہرائی اور گیرائی نظر آئے گی۔ اس کی نظیر ان کے ہم عصروں میں بہت کم کم نظر آتی ہے۔ **عطاء الحق قاسمی**

گفتگو ایک اہم ادبی دستاویز ہے جو ادب کے قارئین کے لئے حوالے کی چیز ثابت ہوگی۔ **ڈاکٹر سلیم اختر**

محبت کے دو رنگ ۔۔۔ گبریلا مسترال اور پابلو نرودا (تراجم)

عامر بن علی نے ایک طرف پابلو نرودا جیسے عظیم مزاحمت کار کی منتخب شاعری کا ترجمہ پیش کر دیا ہے وہاں نرودا کے سیاسی اور ادبی مسلک کے مدمقابل عالمی شہرت یافتہ گبریلا مسترال کے تراجم بھی پیش کر دیے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ شعر و ادب میں دونوں غالب مگر مدمقابل رنگوں کو محبت کے ساتھ محسوس کیا جائے، یہ پہل عامر بن علی نے کی ہے اور نام رکھا ہے "محبت کے دو رنگ" **ڈاکٹر انوار احمد**



Amir Bin Ali is one of the finest Poets from younger generation that have emerged during last decade.
(Express Tribune Book Review)

Staying away from his homeland makes Amir Bin Ali skeptical that he might get disconnected from his past, it is evident from his poetry and prose that he loves his country a lot and want to stay connected. He is successfully doing so through his writings.
(Daily The Nation Book Review)

مصنف کی دیگر کتب

- محبت چھوگئی دل کو (شعری مجموعہ)
- چلو اقرار کرتے ہیں (شعری مجموعہ)
- سرگوشیاں (شعری مجموعہ)
- محبت کے دو رنگ- گبریلا مسترال اور پابلو نرودا (ہسپانوی زبان سے براہِ راست اُردو میں کیے گئے تراجم)
- گفتگو (انٹرویز)
- مکتوب جاپان (کالمز)
- آج کا جاپان (سفرنامہ)





غزنی سٹریٹ • اردو بازار • لاہور
0300-4489310 - 042-37351963
nastalique786@gmail.com